روزنامہ الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
خطبہ نمبر 12
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد 46-81 نمبر 162 | بدھ 30 صفر 1417ھ 17 وفا 1375ہش 17 جولائی 1996ء

خصوصی درخواست دعا

محترم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب کا مثانے کے ٹیومر کا آپریشن کامیابی سے ہو گیا ہے۔ آپریشن کے بعد چند دن کچھ تکلیف رہی اب طبیعت اللہ کے فضل سے بہتر ہو رہی ہے۔ ٹیسٹوں میں ٹیومر Malignant نکلا ہے۔ احباب محترم میاں صاحب موصوف کی صحت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صبر کے ساتھ اللہ پر توکّل کرتے ہوئے آگے بڑھیں اللہ آپ کے توکّل کو کبھی پھلوں سے محروم نہیں فرمائے گا

خطبہ ارشاد فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع بتاریخ 29 ستمبر 1995ء بمطابق 29 تبوک 1374 ہجری شمسی بمقام لندن

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے فرمایا:۔(-)

جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے صبر کے مضمون کے بیان کے وقت میں نے پہلے بھی خطبہ دیا ہے یعنی ایک خطبے میں ان کا ذکر کیا(-) لیکن آج جس غرض سے میں نے (-) دہرایا ہے وہ مضمون صبر ہی کا ہے مگر اس کے بعض مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنا مقصود ہے۔(-) (اللہ نے فرمایا) ان کے پیغمبروں نے انہیں کہا کہ یہ سچ ہے کہ ہم تمہاری طرح ہی کے بشر ہیں (-) لیکن اللہ کی مرضی ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کو پسند کر لیتا ہے اور چن لیتا ہے۔ کس غرض سے (-) احسان کرنے کے لئے یعنی خدا کا انتخاب احسان کے رنگ میں ہوتا ہے۔ اس کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا' یہ بحث نہیں کی جا سکتی کہ اسے کیوں چنا گیا ہے۔ چنانچہ (کلام الٰہی) نے جہاں بھی ان بحثوں کو رد فرمایا ہے کہ کسی کا کوئی حق نہیں کہ یہ پوچھے کہ اس کو کیوں یہ دیا گیا اس کی حکمت یہ ہے کہ فی ذاتہ کوئی انسان بھی کسی منصب کا مستحق نہیں ہے۔ اور جسے اللہ چاہے وہ احسان کے طور پر اسے چنتا ہے اور جسے اللہ چاہے وہ مستحق ہو جاتا ہے پھر وہ مٹی بھی ہو تو اس سے آدم پیدا ہوتا ہے۔

پس یہ وہ مضمون ہے جو بہت گہرا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اگرچہ ہمیں خدا کے انبیاء بہت بلند مرتبہ دکھائی دیتے ہیں اور یہ دلیل قائم کی جا سکتی ہے کہ خدا نے ان کی عظیم شان کے پیش نظر' ان کی اعلیٰ صفات کے پیش نظر ان کو چنا لیکن ایک اور دلیل بھی ہو سکتی ہے کہ خدا نے چنا اور مٹی سونا بن گئی' خدا کی نظر التفات پڑی تو کچھ سے کچھ ہو گئے۔ انبیاء خود جب اپنے آپ کو دیکھتے ہیں تو کچھ بھی نہیں پاتے (-) اللہ کی مرضی ہے ہم بھی تو تمہارے ہی جیسے انسان تھے مگر وہ جسے چاہتا ہے احسان کے لئے چن لیتا ہے۔

(-) خدا کے بندے' سچے بندے' عاجز بندے جب انہیں کوئی منصب عطا ہوتا ہے تو یہ نہیں کہتے کہ ہماری خوبیوں کی وجہ سے' ہماری صلاحیتوں کی وجہ سے یہ منصب عطا ہوا تھا بلکہ ہم بھی تو تم ہی جیسے تھے کوئی فرق نہیں تھا۔ اس میں ان کی انکساری اس مضمون کو ایسے رنگ میں بیان کر دیتی ہے کہ بسا اوقات یہ محسوس ہوتا ہے کہ انکساری میں بھی مبالغہ کیا جا رہا ہے ورنہ انبیاء کی پہلی حالت جب کہ ان کو منصب عطا نہیں ہوتا اس حالت سے مختلف ہوتی ہے جو قوم کی حالت ہو اور بہت نمایاں مختلف ہوتی ہے مگر انبیاء کی انکساری میں بھی کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ وہ اپنی پہلی حالت کو بھی اللہ کا احسان سمجھتے ہیں اور یقین جانتے ہیں کہ وہ حالت ان کو خدا سے اس لئے عطا ہوئی کہ ان سے خدا نے بڑے بڑے کام لینے تھے اگر ان کو وہ احسان والی حالت پہلے عطا نہ ہوئی ہوتی تو آئندہ مناصب کے لئے وہ موزوں ثابت نہ ہوتے۔(-)

سب کچھ تیری عطا ہے   گھر سے تو کچھ نہ لائے

یہ وہ مضمون ہے جس پر انبیاء کی نظر ہوتی ہے۔ پس لوگ خواہ کسی معنوں میں بھی ان کا مرتبہ دیکھیں وہ اپنے مرتبے کو سب سے زیادہ پہچانتے ہیں اور جانتے ہیں کہ: (-) اللہ کا احسان ہے اور جو کچھ ہمیں عطا ہوا خدا ہی کی طرف سے عطا ہوا' منصب سے پہلے بھی اسی کی طرف سے عطا ہوا' منصب کے بعد بھی اسی کی طرف سے عطا ہوا۔ اس کے بعد جب لوگ کہتے ہیں کہ یہ کر کے دکھاؤ تو کہتے ہیں ہم میں تو طاقت نہیں ہے۔ ہم نے کب کہا تھا کہ ہم تم پر فوقیت رکھتے ہیں۔ کب دعوے کئے تھے کہ غیر معمولی طاقتوں کے حامل ہیں' تو ہم سے کیا مطالبہ کرتے ہو (-) جس نے چنا ہے جس نے منصب عطا کیا ہے اسی کا کام ہے وہ سلطان دے تو دے' ہم دکھائیں گے ورنہ خالی ہاتھ ہیں۔

(-) ایک طرف ایک پہلو بیان ہوا ہے دوسری طرف اس کے حقیقی معنوں کو تقویت دینے والا دوسرا پہلو بھی بیان فرما دیا گیا (-) اور اللہ ہی پر (ایمان والے) توکّل کرتے ہیں۔

توکل کا مضمون بھی اس آیت کے حوالے سے ایک اور شان سے ہمیں سمجھ آتا ہے۔ اللہ کے نبی کہہ رہے ہیں قوم سے کہ ہم خالی ہاتھ تھے' ہمیں خدا نے احسان کے طور پر چنا۔ ہم اس بحث میں تم سے نہیں الجھیں گے کہ تم سے بالا ہم میں کیا خوبی تھی۔ جب اس کی نظر پڑی ہم روشن ہو گئے جیسے سورج کی شعاعیں خواہ کیسی ہی تاریک اور سیاہ چیز پر پڑیں تو اس کو روشن کر دیتی ہیں تو ہم نے تو اللہ کے نور سے سب فیض پایا ہے' اسی نے ہمیں چنا' اسی نے ہمیں روشن کیا اور ہمارے پاس ذاتی طور پر کچھ نہیں تھا پس تم جو یہ مطالبے کرتے ہو کہ یہ کر کے دکھاؤ اور وہ کر کے دکھاؤ یہ ہمارے دعویٰ کے برعکس ہیں۔ ہم تو یہ دعویٰ کرتے ہی نہیں ہیں لیکن یہ جانتے ہیں کہ جس نے چنا اس نے ہر ضرورت پوری کی۔ یہ جانتے ہیں کہ اس نے پشت پناہی فرمائی اور غیر کے مقابل پر بڑی قوت اور شان کے ساتھ پیچھے کھڑا ہوا ہے۔ اور مجال نہیں کسی مخالف کی کہ ہمیں ٹیڑھی آنکھ سے دیکھ سکے' اس کا کوئی بد ارادہ کامیاب نہیں ہونے دیا۔ پس یہ ہماری طاقت سے نہیں تھا' یہ جانتے ہوئے کہ ہم کچھ نہیں ہیں پھر جو کچھ ہم نے پایا ہے یہ اس مضمون کو ثابت کرتا ہے کہ اللہ ہی پر توکل ہونا چاہئے اور اسی پر ہمارا توکل ہے۔ اور یہاں توکل کے مضمون میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ سب مومنوں کو شامل کر لیتے ہیں۔ جہاں تک نبوت کا مضمون تھا وہ اس سے پہلے گزر گیا اس میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ تنہا تھے کیونکہ آپؐ ہی کو چنا گیا۔ لیکن جب توکل کا مضمون ہے تو انبیاء میں جو الٰہی تائیدات دیکھنے والے مومن ہیں ان کو توکل عطا ہوتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ جب تک ہم اس کے ساتھ ہیں خدا ہمارے ساتھ ہے کیونکہ اس کے ساتھ یقیناً خدا ہے' وہ توکل جو ہے وہ ہمیں عطا ہوا ہے۔ (-) پس (ایمان والوں) کو چاہئے کہ اسی خدا پر توکل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

رکھیں اور توکل جاری رکھیں جس خدا نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی بے شمار اور لامتناہی تائیدات کے ذریعے ثابت کردیا کہ آپ ؐ کا توکل صرف خدا پر تھا۔

(-) جو مضمون بیان ہو رہا ہے اسی طرح ہے۔ (کلام الٰہی) کی طرف کوئی بیرونی بات منسوب نہیں ہو رہی۔ خود (کلام الٰہی) پیش کرتا ہے 'اس کے دلائل قائم کرتا ہے (-) ہمارا ماضی گواہ ہے جب' جب ہم جانتے ہیں کہ اس خدا نے ہمیں خود ہدایت کی راہیں دکھائی ہیں اور ان راہوں پر چل کے ہم نے کامیابیاں حاصل کی ہیں تو ہم پاگل ہو گئے ہیں (-) مطلب ہے ہم پاگل تو نہیں ہو گئے 'ہمیں کیا ہو گیا ہے جو ہم پھر اس خدا پر توکل نہ کریں جو تمام ماضی میں ہماری پشت پناہی فرماتا رہا اور ہماری تائید کرتا رہا اور ہمیں ہدایت کی راہیں دکھاتا چلا گیا۔

یہاں صراط مستقیم کا ذکر نہیں ہے یہ یاد رکھنا چاہیئے (-) ہر (صاحب ایمان) کو جو مشکل درپیش ہوتی ہے اس سے خدا نکالتا ہے یہ اصل بنیادی مضمون ہے جو یہاں بیان فرمایا جا رہا ہے۔ ہر (صاحب ایمان) کی اپنی راہ ہے اپنی مشکلات کی 'اپنی زندگی کی راہ ہے۔ کسی کی کچھ زیادہ کٹھن' کسی کی کم کٹھن مگر کسی (صاحب ایمان) کی راہ آسان نہیں ہوتی مگر توکل کے ذریعے ہر (صاحب ایمان) کی راہ کو اللہ کا فضل ہی آسان فرماتا ہے۔ تو (صاحب ایمان) کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ کی گواہی میں ہم سب اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اس پر جو خدا کا فیض نازل ہوا اس کی روشنی پھیل گئی اور ہم پر بھی وہ روشنی پڑی 'ہم پر بھی وہ شعاعیں پڑیں اور ہم میں سے ہر ایک گواہ ہے کہ ہر مشکل کے وقت اللہ نے ہماری راہنمائی فرمائی ہے 'اسی نے ہماری تائید کی ہے۔ اس عظیم ماضی کو دیکھتے ہوئے ہم پاگل تو نہیں ہو گئے کہ اب توکل چھوڑ دیں۔ پس آئندہ بھی خدا ہی ہمیں کافی ہے جو پہلے وکیل تھا وہ اب بھی وکیل ہے اور وکیل بنا رہے گا۔

(-) اب یہ جو توکل کے مضمون کی تیاری ہے اس نے صبر کے مضمون پہ پہنچا دیا۔ توکل کرنے والے جب توکل کرتے ہیں تو یہ مطلب نہیں کہ ابھی مشکل پڑی اور ابھی حل ہو گئی۔ جو یہ دیکھتے ہیں وہ توکل نہیں ہوتا وہ تو نقد نقد کے سودے کے عادی ہوتے ہیں۔ توکل میں صبر کا مضمون داخل ہے۔ توکل ایسے حالات میں کیا جاتا ہے جب کہ ظاہری طور پر کوئی مدد نہ دکھائی دے اور پھر انسان کو یقین ہو کہ ایسا ہی ہو گا اور ہو کر رہے گا۔ تو اللہ تعالیٰ توکل کے مضمون کو کس لطافت کے ساتھ گھیرتے ہوئے جیسے (ایمان والوں) کو ہدایت کی راہیں دکھاتا ہے 'ان کے ذہنوں کو بھی ہدایت کی راہیں دکھاتا ہے اور ایک مضمون سے دوسرے کی طرف ہاتھ پکڑ کر لے جاتا ہے۔ فرمایا (-) اب اس توکل کی تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ ضرور صبر کریں گے کیونکہ اس راہ پر صبر کا پھل ہمیشہ ہم نے میٹھا پایا ہے۔ کبھی بھی تکلیفوں پر صبر کرتے ہوئے ہم نے بد نتیجہ دیکھا نہیں ہے۔ اس لئے جو (-) اشارہ تھا کہ (-) ہماری راہیں خدا کے توکل کی وجہ سے آسان ہو گئیں اس میں یہ بھی اب دینی جو تکلیف ہے اس کو نمایاں طور پر پیش فرما دیا گیا کہ (ایمان والوں) کی راہوں میں کچھ ذاتی مسائل بھی ہوتے ہیں' کچھ دینی مسائل بھی ہوتے ہیں۔ اور یہ وہ راہیں ہیں جہاں دینی تکلیفیں ضرور ان کو پہنچتی ہیں اور ان تکلیفوں کے نتیجے میں صبر ان کو تقویت دیتا ہے اور توکل حوصلہ بخشتا ہے کہ نتیجہ بہرحال اچھا نکلے گا کوئی دنیا کی طاقت اس نتیجے کو تبدیل نہیں کر سکتی۔ پھر دوبارہ دہرایا گیا' یہ کہنے کے بعد ہم ضرور صبر کریں گے اس پر جو تم ہمیں دکھ پہنچاؤ گے (-) اس تکرار میں یہ حکمت بھی ہے کہ پہلا مضمون اگر ذاتی مصائب سے تعلق رکھتا تھا تو یہ دوسرا مضمون خالصتہً للہ اٹھائی جانے والی تکلیفوں سے تعلق رکھتا ہے۔ جب خدا نے تمہارے ذاتی مسائل میں تمہیں نہیں چھوڑا' جب بھی تم نے صبر کیا اور اس پہ توکل کیا اس نے ہمیشہ تمہاری راہوں کو آسان کر دیا تو اب خدا کی خاطر اگر صبر کرتے ہوئے خدا کی خاطر تکلیفیں اٹھاتے ہو تو کیسے ممکن ہے کہ وہ خدا اپنی خاطر تکلیفیں اٹھانے والوں کو چھوڑ دے۔ ناممکن ہے۔ پس اپنی ذات کے مسائل سے سبق لو ہمیشہ وہ تمہارے ساتھ غیر معمولی فضل کا سلوک فرماتا رہا ہے ہر مشکل سے نکالنے والا وہی تھا تو اب دین کی خاطر جو تم مشکل اٹھاؤ گے یا مشکل میں پڑو گے تو اس کا وہم بھی نہیں پیدا ہو سکتا کہ خدا جو تمہارے کاموں میں تمہارا مددگار تھا اپنے کاموں میں تمہارا مددگار نہ رہے۔ وہ تو بدرجہ اولیٰ تمہاری مدد کے لئے اترے گا پس دینی معاملات میں بھی صبر ہی کی بدولت انسان توکل کے اعلیٰ مقام کو پہچان سکتا ہے۔ صبر اور توکل کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ صبر نہ رہے تو توکل کی کمی کی نشاندھی ہوتی ہے اور توکل نہ ہو تو صبر نہیں ہو سکتا۔ یہ دو باتیں ایسی لازم و ملزوم ہیں کہ جب اس پر آپ مزید غور کریں تو آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کی حکمتیں بعض صفات کو بعض دوسری صفات میں باندھ دیتی ہیں' غور کر کے دیکھیں تو الگ ہو ہی نہیں سکتی تھیں۔ پس جہاں انسان اپنے مقصد کی کامیابی سے مایوس ہو جائے وہاں صبر نہیں رہتا' جہاں صبر رہے وہاں مقصد کی کامیابی پر یقین لازماً رہتا ہے کیونکہ بے مقصد صبر کوئی چیز نہیں ہے۔

صبر کے مضمون کے دوسرے پہلو (-) میں بیان کر چکا ہوں۔ یہاں (-) خصوصیت سے میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ صبر دکھوں پر بے چین نہ ہونا ہمت نہ ہارنا' ایمان کو ہاتھ سے نہ کھو دینا اور یقین اور کامل یقین پر قائم رہنے کا نام ہے۔ لیکن صبر کئی قسم کے ہیں۔ بعض صبر ایسے ہیں جن میں مجبوری ہے' دشمن دکھ دیتا ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں کوئی اختیار نہیں ہے' یہ بے اختیاری کا صبر ہے۔ اور یہ صبر اگر فضلیت بنتا ہے تو محض اس وجہ سے کہ اس صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داریوں کو ادا کیا جاتا ہے جب کہ عام حالات میں وہ بہت مشکل کام ہے۔ مثلاً ایک غریب آدمی اور ایک بے طاقت آدمی پر جب کوئی ظلم کرتا ہے تو بسا اوقات اور کچھ نہیں کر سکتا تو زبان سے گالیاں تو دے دیتا ہے' اتنا تو اس کا بس ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں اچھا پھر جو کرنا ہے کرو یعنی ہم نے اپنا بدلہ اتار لیا جو ہم میں طاقت تھی اتنا تو کر دیا اور یہ صبر نہیں ہے یہ بے اختیاری ہے۔ مگر اگر گالی دینے کی طاقت ہے اور کوئی دکھ پہنچانے کی طاقت ہے اور خدا کی خاطر انسان رک جاتا ہے باوجود اس کے کہ عمومی غلبہ تو نہیں ہے مگر کچھ نہ کچھ دل کی بھڑاس نکالنے کی طاقت تو موجود ہے وہاں انسان جب تالے لگا بیٹھتا ہے محض اس لئے کہ اللہ نہیں چاہتا تو یہاں دہرے صبر کی ضرورت ہے۔ ایک تکلیف میں پڑے ہوئے شخص کا واویلا نہ کرنا اس کے دکھ میں اضافہ کر دیا کرتا ہے۔ وہ ماں جس کو بچے کا غم پہنچا ہو اگر وہ واویلا کرتی ہے شور مچاتی ہے تو کچھ نہ کچھ دل کی بھڑاس نکل جاتی ہے۔ لیکن اگر اپنی زبان پر تالے لگا لے اور اللہ لگائے تو یہ کمزوری تو ہے مگر کمزوری میں بھی ایک شان پیدا کر دیتی ہے یہ بات۔ یہ وہ صبر ہے جو تعریف کے قابل ہے۔ جس کے متعلق (کلام الٰہی) بار بار (ایمان والوں) کو متوجہ کرتا ہے کہ صبر کو اختیار کرو۔ تو عجیب شان ہے (کلام الٰہی) کی 'ایسی عظیم تعلیم ہے کہ ہماری بے اختیاریوں کو قابل تعریف بنا دیتا ہے ورنہ بے دین انسان کی بے اختیاری تو محض اس کی ذلت اور رسوائی کا موجب ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ مگر (صاحب ایمان) جانتا ہے کہ اس بے اختیاری کے اندر ہی میری عظمت اور میری شان نمایاں ہے' جو میں کر سکتا تھا' خدا کی خاطر نہیں کیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مجھ میں زیادہ کی طاقت بھی ہوتی تب بھی میں اسی طرح کا سلوک کرتا۔ یہ گواہ ہے اس بات پر یہ صبر کہ (صاحب ایمان) کو جب غلبہ نصیب ہو گا تو وہ کسی پہ ظلم نہیں کرے گا۔ (صاحب ایمان) کو جب غلبہ نصیب ہو گا تو کسی سے وہ اپنے بدلے نہیں لے گا کیونکہ بدلے کی جس حد تک بھی اس میں طاقت تھی خدا کی خاطر وہ رک گیا تھا۔

پس صبر ایک عظیم تربیتی دور ہے جس میں سے (صاحب ایمان) کو گزارا جاتا ہے۔ اور صبر کے بغیر اعلیٰ اخلاق کی تربیت اپنے پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتی۔ وہ قومیں جنہوں نے عظیم الشان کام سر انجام دینے ہیں ان کے لئے لازم ہے کہ انہیں صبر کے رستے سے گزارا جائے۔ اور صبر ہی کا رستہ ہے جو تمام عظیم الشان نتائج پیدا کرتا ہے۔ مثلاً (کلام الٰہی) اسی مضمون کے متعلق فرماتا ہے۔ انبیاء کے متعلق فرمایا کہ ہم نے ان کو امامت عطا کی 'ان کو مہدویت عطا کی (-) اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی۔ پس اس کی لقاء سے یعنی اللہ سے ملاقات کے بارے میں شک میں مبتلا نہ ہو۔ (-) اور ہم نے اسے بنی سرائیل کے لئے ہدایت کا موجب بنایا' ہدایت کا ذریعہ بنا دیا۔ (-) پانچ انبیاء کا اور ذکر ہے ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام 'ایک حضرت ہارون علیہ السلام' ایک حضرت اسحاق علیہ السلام اور ایک حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان سب کا ذکر فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ یہ نتیجہ نکالتا ہے۔ (-) ہم نے یہ جو لوگ ہیں جن میں سے بعض نبی ہیں جن کا ذکر کیا ہے بعض دوسرے تھے جن کا پہلے ذکر گزرا ہے ان میں سے نبی چنے ہیں اور ان نبیوں کو ہم نے کیا مقام بخشا۔ ان کو امام بنایا (-) لیکن امام مہدی بنایا کیونکہ وہ ہماری ہدایت سے آگے ہدایت دیتے تھے۔ ہدایت پا کر پھر ہدایت دینے والے کو مہدی کہتے ہیں۔ اپنی طرف سے ہدایت دینے والے کو ہادی کہا جاتا ہے۔ تو فرمایا وہ تمام انبیاء جن کا ذکر گزرا ہے وہ سب امام مہدی تھے یعنی اللہ نے ان کو امام بنایا اور ان کو مہدی بنا دیا' ہدایت دی تو اللہ سے ہدایت پا کر آگے لوگوں کو دی۔ کیوں کیا ایسا؟ (-) یہ مرتبہ اور یہ مقام ان کو اس وقت عطا ہوا جب انہوں نے صبر کیا یا بوجہ اس کے کہ انہوں نے صبر کیا ان کو یہ بلند مرتبہ عطا کیا گیا۔ تو (ایمان والا) تو اپنی ذات میں خدا کے انعامات کا کوئی استحقاق نہیں پاتا خدا کے نبی سب سے زیادہ اپنی حقیقت کو سمجھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ایک عجیب قانون چل رہا ہے وہ خود ہی نعمتیں عطا کرتا ہے اور ان نعمتوں کو بہانہ بنا دیتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے مزید نعمتوں کے لئے۔ صبر بھی اسی نے عطا کیا اور اس کی طاقت کے بغیر صبر ممکن نہیں ہے' اسی لئے (کلام الٰہی) نے صبر کے ساتھ دعا کے مضمون کو ہمیشہ باندھا ہے (-) صبر کے ساتھ (-) تم خدا تعالیٰ سے مدد مانگو۔ اور (-) نصیحت کے مضمون کے ساتھ صبر کو باندھا گیا ہے لیکن یہ سب اللہ کے احسانات ہیں جن کا ذکر چل رہا ہے ورنہ جب ساری دنیا گھاٹے میں ہو تو کسے توفیق مل سکتی ہے کہ وہ صبر کے ساتھ خوبیوں پر قائم رہے تو جہاں ظاہر نہیں بھی کیا گیا وہاں مضمون کا نقشہ بتا رہا ہے کہ صبر کی توفیق اللہ کے احسان کے سوا مل نہیں سکتی۔ پس انبیاء تو اپنے آپ کو ہمیشہ خالی ہاتھ پاتے ہیں اور جو بھی نعمتیں ان کو عطا ہوتی ہیں جانتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے عطا ہوئی ہیں۔ مگر اللہ نے کچھ استحقاق کے قوانین بنا رکھے ہیں ان قوانین پر چلنے کی توفیق اسی سے آتی ہے مگر چلتا تو کوئی ہے تب وہ انعام پاتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ صبر کا پھل اتنا میٹھا' اتنا عالی شان ہے کہ جن لوگوں کو ہم نے نبوت کے مراتب تک پہنچایا اور ان کے لئے چن لیا اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا۔ اب یہاں صرف صبر کی خوبی کا بیان ہے اور کسی چیز کا نہیں۔ واحد وجہ ان کی صبر بیان فرمائی ہوئی ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ صبر' اللہ کی خاطر صبر تمام خوبیوں کا حامل ہوا کرتا ہے۔ بڑے بڑے امتحانات میں سے انسان گزرتا ہے' اگر للہ صبر کرتا ہے بہت بڑی نیکی ہے اس سے بڑی نیکی ممکن نہیں ہے۔ اسی لئے حقیقت میں اس نیکی کا حق ادا کرنے والوں کو سب سے بلند مرتبہ عطا فرمایا گیا۔

اور صبر کا ایک دوسرا معنی بھی اس میں پیش نظر رکھنا چاہئے کہ جو نیکی اختیار کی اس کو چھوڑا نہیں۔ بہت مخالفانہ کوششوں کے باوجود' دکھوں کے باوجود' نیکیوں پر قائم رہے۔ جو خدا نے ہدایت دے دی اس ہدایت سے ٹلے نہیں یہ سب صبر کے اندر داخل ہیں۔ پس دیکھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ صبر کے مضمون کو اس شان سے بیان فرما رہا ہے اور اس کی یہ شان بیان فرما رہا ہے کہ نبوت بھی صبر ہی کا پھل ہے۔

(-) آجکل جماعت احمدیہ جس دور میں سے گزر رہی ہے اس میں اس تکرار کی ضرورت ہے' بار بار (-) یہ بتانے کی ضرورت ہے (-) ہم ضرور صبر کریں گے اس پر جو تم ہمیں دکھ پہنچاؤ گے۔ تم سے خیر کی تو توقع ہی کوئی نہیں' دکھ تو تم نے پہنچانے ہی ہیں' پہلے بھی پہنچایا کرتے تھے۔ اور جب ہم نے صبر کیا تو اللہ نے ہماری مشکل راہوں کو آسان کر دیا۔ پس آئندہ کے لئے خدا کی صبر ہی کی عطا ہے جو مزید انعامات کا موجب بن جائے گی' مزید انعامات کا ذریعہ بن جائے گی۔ صبر ہی کے ذریعے ہم نے پہلے اللہ کی عنایات کے پھل کھائے اگرچہ صبر خود بھی تو اللہ کی عنایت تھا۔ مگر آئندہ بھی ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ تم دکھ پر دکھ پہنچاتے چلے جاؤ ہم صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑیں گے۔ جب یہ دامن چھٹا تو ہر دوسرا دامن چھٹ گیا کیونکہ جب صبر کا دامن چھٹ جائے تو پھر انسان کے قدم اکھڑ جاتے ہیں پھر وہ کہیں سے کہیں بدکتا ہوا دور سے دور تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ پس صبر پر قائم رہنا اور اس یقین کے ساتھ قائم رہنا کہ انہوں نے ایذاء رسانی ضرور کرنی ہے اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کو یہ بتانا کہ جو بس چلتا ہے کرتے چلے جاؤ ہم نے بھی صبر کو ایسی مضبوطی سے تھام رکھا ہے کہ کوئی دنیا کی طاقت ہمارا ہاتھ صبر کے دامن سے چھڑا نہیں سکتی۔

(-) پہلی جگہ فرمایا تھا (ایمان والے) اب وہ (ایمان والوں) کا ذکر ہو گیا ان کو متوکل بنا دیا اب (ایمان والوں) کو متوکل کے طور پر پیش فرمایا ہے کہ (ایمان لانے والوں) کی جماعت اور متوکلوں کی جماعت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ پس توکل کرنے والے اللہ ہی پہ توکل کرتے ہیں کسی اور چیز پر توکل نہیں کرتے۔ تو جماعت احمدیہ کا بھی توکل خالصتہ اللہ پر ہے اور صبر کے ساتھ ہم اس توکل سے بھی چمٹے رہیں گے۔ اور ہم نے اپنے ماضی کو دیکھا ہے دوسری مذہبی قوموں کے ماضی کو دیکھا ہے کبھی ایک بھی استثناء دکھائی نہیں دیتا کہ خدا کے بندوں نے اپنے انبیاء سے صبر کا مضمون سیکھا ہو اور انبیاء کی طرح توکل کیا ہو اور پھر خدا نے ان کو چھوڑ دیا ہو۔ نبی کو تو صراط مستقیم عطا کی جس کے پیچھے یہ سب چلتے ہیں' اس کے ہر پیرو کو وہ سبل عطا کیں' وہ راہیں عطا کیں جو پگڈنڈیاں بھی ہیں' چھوٹی چھوٹی راہیں بھی ہیں' جن میں سے ہر راہ میں خدا ان کے ساتھ چلا کرتا تھا۔ کوئی راہ بھی ایسی نہیں تھی جس میں انہوں نے خدا کے ساتھ کے نشان نہ پائے ہوئے ہوں پس جس کا ساتھی خدا ہو جائے وہ توکل کیوں نہیں کرے گا۔

اس میں دوسری حکمت کی بات یہ سمجھنے کے لائق ہے کہ وہ لوگ ہم میں سے جن کو یہ (-) عطا نہیں ہوئیں' جن کے اندھیرے وقتوں میں خدا ان کے ساتھ نہیں دکھائی دیتا' جو بعض دفعہ دل چھوڑ بیٹھتے ہیں اپنی ذاتی مصیبتوں میں اور مشکلات میں اور توکل سے کام نہیں لیتے ان کے لئے یہ معاملہ قابل فکر ہے۔ نہ وہ ان (ایمان والوں) میں شمار ہوتے ہیں جن کی وہ صفات بیان کی گئیں' نہ ان متوکلوں میں جنہوں نے توکل کا پہلے پھل پایا تھا تب وہ توکل عطا ہوا جو عظیم تر توکل ہے' جو تمام

دینی امور کے دکھوں پر بھی ان کا سہارا بن گیا۔ اس لئے ہر انسان کے لئے اس میں ایک یہ بھی سبق ہے' ہر (صاحب ایمان) کے لئے جو (صاحب ایمان) کہلاتا ہے کہ وہ اپنی راہوں پر نگاہ ڈال کے دیکھے کہ کیا اس نے صبر سے کام لیا تھا ہر مشکل کے وقت' توکل سے کام لیا تھا۔ یہ جو دیکھنا ہے اس کے لئے بہت گہری نظر سے مطالعہ کی ضرورت ہے۔ کئی ایسے لوگ ہیں جو سرسری طور پر اپنے گرد و پیش پر نگاہ ڈالیں گے اپنے حالات پر' تجارتی نقصان ہوا یا اور کئی قسم کی مشکلات درپیش ہوئیں' دعائیں کیں' اللہ نے کام کر دیا اور انہوں نے توکل کیا لیکن یہ حقیقت میں پوری تصویر نہیں ہے۔ (ایمان والوں) کے مختلف درجے ہیں بعض ایسے ہیں جو کھلم کھلا بے صبری نہیں دکھاتے مگر باریک راہوں پر جو (-) باریک راہیں ہیں جو باریک رستے کہلاتے ہیں ان میں آ کر وہ صبر کا دامن چھوڑ دیتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو (غیروں کی) ایذا رسانی پر تو ثابت قدم رہتے ہیں مگر اپنوں کی ایذا رسانی پر صبر نہیں دکھاتے۔

پس صبر کا مضمون اتنا آسان اور سیدھا مضمون نہیں ہے کہ ایک دو مثالیں اس کی آپ پر صادق آ جائیں تو آپ سمجھیں کہ آپ نے صبر کے امتحان پاس کر لئے ہیں۔ اس کے بہت سے درجے ہیں' بہت سے امتحانات ہیں۔ اور بظاہر یہ الٹ بات ہے مگر امر واقعہ یہ ہے کہ صبر وغیرہ کے مضمون میں بڑے امتحان پہلے انسان پاس کرتا ہے چھوٹے امتحان بعد میں درپیش آتے ہیں اور جتنے امتحان چھوٹے ہوتے چلے جائیں اتنے ہی مشکل ہوتے چلے جاتے ہیں۔ جتنی راہیں تقویٰ کی باریک ہوں اتنا ہی ان پر قدم مارنا اور ان پر اپنے توازن کو سنبھالنا زیادہ مشکل مسئلہ بنتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے وہ جو بڑی راہوں پر چلنے والے تھے شان سے' وہ چھوٹی راہوں پہ مارے جاتے ہیں' اس لئے اپنی باریک راہوں کا خیال کریں۔ تقویٰ کی باریک راہیں ہیں جہاں اصل امتحان اور مشکل امتحان درپیش ہوتا ہے۔ وہاں جو کامیاب ہو اس کو بڑے مرتبے ملتے ہیں۔ انہی میں سے پھر وہ انبیاء ہیں جن کے متعلق اللہ فرماتا ہے (-) ہم نے ان کو مہدویت اور امامت کے مقام تک پہنچا دیا۔ (-) جب ہماری نظر میں وہ صبر کرنے والے ثابت ہوئے۔

یہ جو راہیں ہیں ان کی روزمرہ کی جماعت میں مثال سامنے آتی ہے اور بعض ایسے جو دیکھنے میں بڑے بڑے سورما نظر آتے تھے' مخالفوں کے مقابل پر ڈٹے رہے' پاکستان کے حالات میں بھی مقابلے کئے' لیکن میں نے دیکھا چھوٹی راہوں پہ آ کے مار کھا گئے اور اندرونی طور پر ناکام ثابت ہوئے۔ اور بعض دفعہ جب ایسے امتحانات میں انسان ناکام ثابت ہو جائے تو پچھلے سارے امتحان بھی بے کار ہو جاتے ہیں کیونکہ الٰہی نظام امتحانات میں وفا لازم ہے اور آخر وقت تک ثابت قدم رہنا اور ہر امتحان میں کامیاب ہوتے چلے جانا ضروری ہے۔ اگر نہیں ہوئے تو استغفار کریں پھر امتحان دیں' اگر کامیاب نہ ہوئے اور آخری امتحان میں ناکامی کی حالت میں مرے تو پچھلی ساری نیکیاں باطل۔ اس لئے بہت ہی اہم مضمون ہے جس کی طرف میں آپ کو توجہ دلا رہا ہوں۔ باریک نظر سے اپنے جماعتی تعلقات میں رد عمل کو دیکھیں مثلاً' تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ بظاہر بڑے بڑے صبر کرنے والے کس طرح جماعتی معاملات میں صبر سے عاری ہو جاتے ہیں۔

اب مخالف کے دکھ پر صبر کرنا یہ دکھ بہت بڑا ہوتا ہے لیکن اس کے مقابل پر صبر نسبتاً آسان ہے۔ کیونکہ کھلم کھلا فیصلہ ہے ایک انسان کو پتہ ہے کہ اس کے بدلے مجھے (انحراف) اختیار کرنا پڑے گا' خدا کا دامن چھوڑنا پڑے گا کھلم کھلا سے اپنی ہلاکت دکھائی دے رہی ہوتی ہے وہ پاگل تو نہیں ہو گیا کہ وہ اس امتحان میں ناکام ہو جائے۔ مگر جہاں ہلاکت ایسی واضح دکھائی نہیں دیتی جہاں اندرونی امتحانات ہوں وہاں بسا اوقات انسان دھوکہ کھا جاتا ہے۔ (کلام الٰہی) نے ماں باپ کے دکھوں پر بھی صبر کی تلقین فرمائی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ سب سے بہتر جانتا ہے کہ ماں باپ کے رشتے میں طبعی خونی تقاضا یہ ہے کہ بچہ باپ کی اطاعت کرے' ماں کی اطاعت کرے اور ان سے ادب کا سلوک کرے۔ لیکن اللہ چونکہ انسانی فطرت کی باریکیوں پر نظر رکھتا ہے اس لئے جانتا ہے کہ انسان ایسی خود غرض چیز ہے کہ جتنے بھی احسانات ہوں اگر کسی ایک موقع پر احسانات میں کمی آ جائے یا وہ یہ سمجھے انسان کہ دوسرے پر زیادہ احسان کر دیا ہے مجھ پر کم کر دیا ہے تو ہر احسان کو بھلا کر سرکشی اختیار کر جاتا ہے اور ایسی سرکشی بسا اوقات خدا کے مقابل پر بھی ہو جاتی ہے۔ کوئی بیماری پڑی ہے جب تک بیمار نہیں تھا دوسروں کی بیماریاں دیکھیں' ان کے دکھ دیکھے' ان کو صبر کی تلقین کی اور جب اپنے اوپر آ پڑی تو کہا یہ کیسا خدا ہے میں نے بڑی دعائیں کیں کوئی قبول نہیں ہوئی' میرا بچہ میرے سامنے سسکتا سسکتا مر گیا' اسی کو حادثہ درپیش آنا تھا' اسی کو یہ مشکل پیش آنی تھی گویا ساری کائنات وہی ہے اور کوئی ہے ہی نہیں۔ ساری کائنات کے دکھ دیکھتا ہے اور اس کو خدا تعالیٰ پر کوئی شکوہ پیدا نہیں ہوتا۔ اپنا دکھ جس کے مقابل پر دوسرے دکھ بعض دفعہ سینکڑوں گنا زیادہ ہوتے ہیں' بعض قومی دکھ ہیں ساری قومیں ان دکھوں میں برباد کر دی جاتی ہیں اور ہر لمحہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آزمائی جاتی ہیں وہ دیکھتا ہے کہتا ہے اوہو بڑی بہادر قوم ہے اپنے ‘اوپر جب وہ دکھ پڑتا ہے تو سب باتیں بھلا کر خدا کا بھی ناشکرا ہو جاتا ہے۔

پس اس لئے اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی عبادت اور توحید کی تعلیم دی وہاں فوری توجہ دلائی (-) کہ میرے حق تو ادا کرو‘ ضرور کرنے ہیں تم نے‘ اس کے بغیر تو تمہارا چارہ کچھ نہیں مگر یاد رکھنا والدین کے ساتھ بھی احسان کا سلوک کرنا۔ اور پھر فرمایا کہ اگر وہ تم پر زیادتی بھی کریں تو اف تک نہیں کہنی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان میں یہ رجحان ہے کہ ماں باپ کے باقی سب احسان بھلا کر کہیں زیادتی ہو تو اف کہہ بیٹھتے ہیں اور بعض ایسے بھی بدنصیب ہیں کہ صرف اس جھگڑے میں کہ فلاں بیٹے کو تم نے زیادہ دے دیا یا فلاں بیٹی کو زیادہ دے دیا ہے ماں باپ سے باقاعدہ لڑائی مول لے بیٹھتے ہیں‘ قضاؤں میں پہنچ جاتے ہیں‘ وہ جھگڑے پیچھا ہی نہیں چھوڑتے پھر‘ کوئی اس بات کی حیاء نہیں کرتے کہ احسان کا ذکر خدا نے فرمایا ہے‘ تم پر ماں باپ نے رحم کیا تھا‘ تم پر احسان کیا تھا‘ تم بھی اس رحم کے مقابل پر احسان کا سلوک کرو۔ عدل کا نہیں فرمایا اور اس میں بڑی حکمت ہے۔ عدل کا ذکر نہ کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان سے ناانصافی سے پیش آؤ۔ مطلب یہ ہے کہ تم نے جب ماں باپ کے معاملے میں کوئی زیادتی دیکھنی ہے تو عدل کے جھگڑے میں نہ پڑ جانا۔ یہ سوچنا کہ اللہ نے تمہیں احسان کی تعلیم دی ہے اور احسان عدل سے بالا ہے۔ احسان میں عدل کے بکھیڑوں میں نہیں انسان پڑتا بلکہ احسان کا مطلب ہے کہ کسی نے اگر کوئی زیادتی بھی کر دی ہے تو تم وسیع حوصلگی دکھاؤ اس سے چشم پوشی کرو۔ پس اللہ تعالیٰ جب ہم سے ہمارے گناہوں کو نظر انداز کرنے کا سلوک فرماتا ہے تو یہ احسان کا سلوک ہے۔ اللہ جب بخشش کا سلوک فرماتا ہے تو احسان کا سلوک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر صبور ہے‘ سب سے زیادہ صبر دکھانے والا ہے۔ یعنی بندے دکھ دیتے ہیں‘ احسانات کو بھلاتے ہیں اور بار بار خدا تعالیٰ کے لئے اگر وہ انسانی جذبات ہوں تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں اذیت کا موجب بنتے ہیں حالانکہ اللہ کے لئے کوئی اذیت کا موجب نہیں بن سکتا۔ مگر ان کا عمل ایسا ہے گویا وہ خدا کو اذیت پہنچانے سے بھی باز نہیں آتے۔ ان پر اللہ کی نظر ہے‘ جانتا ہے کہ خالق اور مالک اور سب سے بڑے محسن سے اگر یہ سلوک ہے تو ماں باپ سے کیوں ایسا نہ کریں گے۔ پس فرمایا دیکھو والدین سے احسان ضرور کرنا اور ان باتوں میں بے وجہ ان سے جھگڑا نہ کیا کرنا بلکہ اف تک نہیں کہنی۔ یہی مضمون ہے جو جماعت میں بھی جاری ہوتا ہے اور اگر اس کو نہیں سمجھیں گے تو نظام جماعت میں رخنہ ڈالنے کا موجب بنیں گے۔ کیونکہ وہ لوگ جو عام بڑی بڑی باتوں پہ صبر کر لیتے ہیں بعض دفعہ امیر کی طرف سے وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا حق ادا نہیں ہوا تو سر اٹھا دیتے ہیں‘ بدتمیزی شروع کر دیتے ہیں‘ جھگڑے شروع کر دیتے ہیں۔ کہتے ہیں تم نے فلاں کے ساتھ زیادہ اچھا سلوک کیا ہم سے یہ کیا‘ ہمارا یہ حق تھا تم نے نظر انداز کیا ہے اور وہ دراصل ماں باپ کا جو وسیع تر مضمون ہے اس کو پیش نظر نہیں رکھتے۔ امیر خدا کے نظام کا نمائندہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے متعلق فرمایا ہے جو دنیا میں خدا کے نمائندہ ہیں کہ اگر تمہیں آنحضرت ﷺ کا ماں باپ سے زیادہ اقرباء سے زیادہ ادب نہیں ہے‘ اگر ان سے زیادہ تم ان سے محبت نہیں کرتے تو تمہیں پتہ ہی نہیں ایمان کیا چیز ہے۔

پس ایک ماں باپ وہ ہیں جو دنیاوی رشتوں کے ماں باپ ہیں وہاں جب خدا تعالیٰ احسان کی تعلیم دیتا ہے باوجود اس کے کہ ممکن ہے ان کے لئے‘ یہ عام احتمال ہے کہ انہوں نے عدل کا دامن چھوڑ دیا ہو اولاد کے سلوک میں پھر بھی احسان فرمایا (-) جو امیر بنتا ہے‘ جو کسی ذمہ داری کو اٹھاتا ہے‘ اس کے ساتھ درجہ بدرجہ اسی رنگ کا سلوک ہونا ضروری ہے۔ وہاں برابری کے جھگڑے نہیں ہوا کرتے وہاں احسان والا معاملہ کم سے کم ضروری ہے۔ چنانچہ (-) اسی تعلق میں یہ فرمایا (-) جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی ہے اس نے میری نافرمانی کی ہے‘ جس نے میری نافرمانی کی ہے اس نے اللہ کی نافرمانی کی ہے۔

اب اگر کوئی امیر اٹھ کر یہ کہہ دیتا کہ دیکھو (-) یہ حکم ہے اس لئے میری بات مانو مجھ سے بھی حسن سلوک کرو تو لوگوں نے کہنا تھا بڑا بنا پھرتا ہے تمہاری کیا بات ہے‘ تمہاری حیثیت کیا ہے (-) وہی مضمون ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے (-) کہ احسان ہے جو چن لیا ہے مگر جب اللہ سے میں باندھا گیا تو پھر جو مجھ سے کاٹا جائے گا وہ خدا سے کاٹا جائے گا اور جو امیر مجھ سے باندھا گیا ہے اس کی بھی خواہ کوئی بھی حیثیت نہ ہو جب وہ مجھ سے باندھا گیا (-) اس کے ساتھ اگر تم نے ناانصافی کی اور ظلم کیا اور اگر بفرض محال اس نے تم سے غیر عادلانہ سلوک بھی کیا ہو پھر بھی تم نے احسان کا سلوک نہ کیا تو تمہیں تو یہ حکم تھا کہ (-) ادنیٰ تعلق والے ماں باپ سے بھی احسان کرو تو (-) جو شخص فرائض منصبی کو ادا کر رہا ہے اس کے سامنے باغیانہ سر اٹھانا اور بدتمیزی کا سلوک کرنا اور عدل کے بہانے بعض دفعہ نظام جماعت کے خیر کے نام پر ایسی حرکتیں کرنا ہرگز خدا کے ہاں مقبول نہیں ہو سکتیں۔ وہ لوگ سمجھتے نہیں دین کو‘ یہ اسی لئے فرمایا گیا ان کو ایمان کا پتہ ہی نہیں۔ ایمان کے یہ سب تقاضے ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں اور یہ چیزیں صبر کے بغیر نصیب ہو نہیں سکتیں۔ ماں باپ کا حق بھی وہی ادا کرتے ہیں‘ ان کی زیادتی کو بھی وہی حوصلے سے برداشت کرتے ہیں اور پھر بھی اکرام کی بات اور احسان کی بات کرتے ہیں جن کو صبر نصیب ہو۔ بے صبروں کو تو کچھ بھی نصیب نہیں ہوتا۔ پس نظام جماعت کا حق بھی وہی ادا کر سکتے ہیں جن کو صبر نصیب ہو اور صبر کے بغیر نظام جماعت قائم ہو ہی نہیں سکتا۔ اور جو اندرونی طور پر‘ اب یہ بات ہے جس پر میں خصوصیت کے ساتھ آپ کی توجہ مرکوز کرانا چاہتا ہوں۔ جو اندرونی امتحانات میں اپنے پیاروں‘ اپنے عزیزوں‘ اپنے بڑوں کی طرف سے پہنچنے والے ایذاء کو معاف نہیں کر سکتے‘ جو ان تکلیفوں پر صبر نہیں کرتے جو اپنے بڑوں سے ملی ہیں ان کو‘ خواہ وہ تکلیفیں فرضی ہی کیوں نہ ہوں ان کو دنیا میں کسی کے مقابل پر حقیقت میں ایذا رسانی کے وقت صبر کی توفیق نہیں مل سکتی۔ اگر ملتی ہے تو محض ایک فرضی اور بے معنی قصہ ہے وہ اس امتحان میں ناکام ہو گئے جو باریک راہوں کا امتحان تھا۔ اس لئے وہاں اگر کامیاب ہوئے ہیں تو اس کی کچھ اور مجبوریاں ہوں گی۔ بسا اوقات انسان اپنے خاندانی تعلقات کی وجہ سے‘ اپنے بچپن کے تعلقات یا رشتوں کی وجہ سے جس ماحول میں پرورش پائی ہے اس کے غلبے کی وجہ سے انتہائی قدم نہیں اٹھا سکتا اس لئے جب تک بس چلتا ہے وہ صبر دکھاتا چلا جاتا ہے کیونکہ اس کی بڑی قیمت دینی پڑتی ہے۔ اور وہ قیمت دنیاوی رشتوں سے قطع تعلق‘ دنیاوی تعلقات سے قطع تعلق‘ احمدی ماحول میں پلا ہے اس کی دوستیاں‘ اس کے تعلقات‘ اس کی رشتے داریاں ساری احمدیوں میں ہیں وہ بڑے بڑے بے حیاء ہی ہوتے ہیں جو ان کے باوجود پھر الگ ہو جاتے ہیں اور الگ وہی ہوتے ہیں جو دراصل ان رشتوں کو پہلے ہی دھتکار چکے ہوتے ہیں یا جن کو ان رشتوں نے دھتکار دیا ہوتا ہے۔ اس لئے آپ (انحراف) کی تاریخ دیکھ لیں کوئی بھی اچھا بھلا معقول آدمی جو رستا بستا ہو وہ منحرف نہیں ہوا کرتا۔ اکثر منحرف ہونے والے وہ ہیں جن پر نظام نے پہلے ہی کوئی پابندی لگائی ہو‘ جن کے رشتے دار ان کی بدتمیزوں کی وجہ سے ان سے بدظن ہو چکے ہوں‘ آپس میں ان کے جھگڑے ہوں‘ لین دین کے معاملے میں وہ زیادتیاں کرتے رہے ہوں‘ اس کا ردعمل سخت دکھایا گیا ہو‘ ہمیشہ یہی لوگ ہیں جو (انحراف) کا شکار ہوتے ہیں۔ (صاحب ایمان) بننے والوں کے پس منظر میں یہ بات نہیں ہوتی۔ (صاحب ایمان) بننے والے ایمان کی وجہ سے تعلقات سے کاٹے جاتے ہیں۔ پس یہ جو ان کا صبر ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اور ان کا صبر جن کے متعلق ہم یہ کہہ نہیں سکتے کہ اگر ان کے حالات ایسے ہوتے کہ اتنی بڑی قیمت نہ دینی پڑتی تب بھی یہ خدا سے وفا کے ساتھ وابستہ رہتے یہ جب تک آزمائش پڑ نہ جائے اور شاذ کے طور پر ایسی آزمائش پڑتی ہے‘ ان کے صبر کا کوئی نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا بظاہر امتحان میں پاس ہیں‘ لیکن یہ بڑی راہوں میں پاس ہونے والے بعض دفعہ باریک راہوں پہ جا کے مارے جاتے ہیں اور وہی باریک راہیں ہیں جو میں آپ کو دکھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ کہتے ہیں دشمن کے مقابل پر تو ہم سینہ سپر ہیں گولیاں کھائیں گے جانیں قربان کریں گے مگر خدا کی نمائندگی میں کسی شخص سے جو مزاج کا محسن ہو‘ ہمیشہ اس نے حسن سلوک کیا ہو اس سے کوئی کوتاہی ہو جائے‘ اس سے کوئی غفلت دیکھیں جو ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو‘ وہ سمجھیں کہ ہماری سبکی ہو گئی ہے‘ اس کے مقابل پر چھوکرے بھی اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور سینے تان کے کہتے ہیں تم نے یہ کیوں کیا‘ تم ہمیں جواب دو یہ بات کیوں ہوئی یا وہ بات کیوں ہوئی۔ یہ اپنے آپ کو ہلاک کرنے والی بات ہے اور صابر آدمی یہ نہیں کر سکتا اور جو ایسا کرتا ہے وہ یاد رکھے وہ متوکلوں کی فہرست سے کاٹ کے باہر پھینکا جاتا ہے۔ آئندہ کبھی اس کو خدا پر توکل کرنے کا حق نہیں ہو گا اور کبھی اس کی ضرورت پر خدا اس کے کام نہیں آئے گا یہ اس نے بے حیائی کی اور آزمائش کے وقت ناکام رہا اور بے وفائی کی اور محسنوں سے بدسلوکی کی کیونکہ خدا کی خاطر وہ امیر ہو یا غیر امیر ہو جو اپنے قیمتی وقت کو قربان کر کے خدا کی خدمت پر مامور ہے جب کہ وہ اپنے عیش و عشرت میں مبتلا رہتا ہے۔
کئی ایسے ان میں سے ہیں سر اٹھانے والے جن کو میں جانتا ہوں ان کی زندگی وڈیوز میں‘ جو عیش و عشرت کی وڈیوز دیکھنے اور ٹیلی ویژن کے پروگرام دیکھنے میں صرف ہو رہی ہوتی ہے دین کی خدمت کی توفیق نہیں ملتی۔ مالی قربانی کا کہا جائے تو ہزار نفس کے بہانے ان کو گھیر لیتے ہیں کہ دیکھو جی ہمیں خدا نے دیا ہے۔ یہ لوگ جو ان کے نزدیک ادنیٰ اور معمولی آدمی ہیں کوئی خاص توفیق نہیں ہے چار آنے انہوں نے اگر دے دیئے تو کیا فرق پڑتا ہے اور ہمارے Jelous ہو گئے ہیں‘ ہم سے حاسد ہو گئے ہیں‘ وہ سمجھ رہے ہیں کہ جب تک ہمارے مال پر ہاتھ نہ ڈال بیٹھیں اس وقت تک ان کی انا کی طلب پوری نہیں ہو گی اس لئے خدا کی خاطر نہیں کر رہے یہ ویسے ہی ہماری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دولت سے جلتے ہیں۔ اس قسم کے مخفی خیالات ہیں میں جانتا ہوں کہ کھلم کھلا یہ خیالات ان کے دماغ میں نہیں آتے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بصیرت بخشی ہے کہ میں انسانی فطرت کی باریکیوں تک اتر کر خدا کے عطا کردہ تقویٰ کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ اور تقویٰ کی آنکھ سے اگر دیکھا جائے تو (۔) وعدہ ہے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے پس کسی کو ذاتی طور پر ماہر نفسیات ہونے کی ضرورت نہیں ہے اگر وہ تقویٰ کی آنکھ سے دیکھے گا تو اندر کے سارے حال روشن دکھائی دینے لگتے ہیں' جیسے باہر کی چھاتی اور باہر کا سر درمیان سے غائب ہو گئے ہیں۔ دماغ کے خیالات پر نظر پڑتی رہی ہے۔ چھاتی کے اندر ہونے والے جذبات پر نگاہ پڑ رہی ہے اس طرح صاف دکھائی دینے لگتے ہیں' تو بیچ میں سے سوچتے ہیں کہ ہمیں تو خدا نے توفیق دی ہے اس لئے کہ ہم نے محنت سے کمایا ہے اور یہ شک کر رہے ہیں کہ ہم چندہ بچا رہے ہیں' یہ اعتبار نہیں کرتے کہ جو ہم دے رہے ہیں یہ اس کے مطابق ہے ہم نے ان کے ڈر سے دینا ہے اللہ کے تقویٰ سے ہم نے دینا ہے۔ اور تقویٰ کی باتیں امیر کے منہ پہ مارتے ہیں جو ان میں سب سے بڑا متقی ہوتا ہے' جس کی ساری زندگی اخلاص میں کٹی ہوتی ہے۔ بڑھ بڑھ کر اس کے سامنے باتیں کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس طرح وہ انہوں نے اپنا انتقام لے لیا ہے نظام جماعت سے' ان غریبوں سے جن کو عہدے عطا ہوئے ان امیروں نے انتقام لے لیا جن کو عہدے نہیں ملے تھے جن کے تقویٰ کی نگرانی ان کے سپرد ہوئی تھی۔ یہ ساری وہ باریک راہیں ہیں جن میں ناکام ہونے والے زندگی کے ہر امتحان میں ناکام ہو جائیں گے۔ ان کی زندگی بھی نامرادی کی ہوگی' ان کی موت بھی نامرادی کی ہوگی اور جماعت کو ایسے لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ماریشس نے بھی مجھ سے درخواست کی ہے کہ ان کے اجتماع کا اب اعلان کروں اور اسی طرح ایک تو جماعت کا سالانہ جلسہ ہے پھر مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کے جلسے تنزانیہ میں ہو رہے ہیں پھر سپین کا گیارھواں جلسہ ہے۔ ان سب ممالک کو مخاطب کر کے میں خصوصیت سے یہ نصیحت کر رہا ہوں کہ اندرونی طور پر اس وقت ایک ہونے کا وقت ہے۔ دشمن اذیت پہنچائے گا مگر صبر میں ایک دوسرے کے ساتھ کی ضرورت بھی پڑتی ہے اللہ کا ساتھ ہو' (ایمان والوں) کا ساتھ ہو تو پھر صبر کا بڑا حوصلہ نصیب ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو اپنی بدتمیزیوں اور کم حوصلگی کی وجہ سے نظام جماعت میں رخنہ ڈال دیتے ہیں اور ان کے دیکھا دیکھی دوسرے سر بھی تکبر سے اٹھنے لگتے ہیں وہ ایسا گہرا نقصان پہنچاتے ہیں جماعت کو کہ اس کے نتیجے میں جماعت کی عمومی ترقی پر اثر پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ اندرونی جھگڑوں میں مبتلا لوگوں کی اجتماعی قوت غیر معمولی طور پر کم ہو جاتی ہے۔ اس لئے نیک لوگ ہونے کے باوجود' اکثر بہت نیک ہونے کے باوجود' جہاں چند فسادی ایسی باتیں شروع کر دیں وہاں توجہات بٹ جاتی ہیں وہاں سے برکتیں اٹھ جاتی ہیں۔

بعض دفعہ نیکی کے نام پر امیر سے سوال ہوتے ہیں' مجلس عاملہ ہو رہی ہے فلاں پیسے کا کیا بنا؟ فلاں پیسے کا کیا بنا؟ اول تو وہ جو Tone ہے بدتمیزی کی ہے اگر شک ہے کہ امیر دیانت دار نہیں ہے تو تمہارا کام ہے کہ مجھے توجہ دلاؤ۔ امیر کو عزت کے ساتھ' احترام کے ساتھ جیسے شیشہ دیکھنے والے کو اپنی تصویر دکھاتا ہے' ڈھنڈورا پیٹتے ہوئے نہیں' اس کو بتاؤ کہ مجھے ڈر ہے کہ اس قسم کے مالی حالات میں بعض لوگ بیمار طبیعتیں شک میں مبتلا ہوں گی ان کی اصلاح فرمائیے اور وضاحت کر دیں اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں۔ اور اگر اس کے باوجود وہ تسلی نہ دلا سکے تو فرض ہے' صرف یہ شکایت نہیں رہے گی پھر' یہ فریضہ ہے جماعت کی امانت کا کہ امیر کی معرفت آپ بالا افسران کو توجہ دلائیں کہ امیر کے مقام اور مرتبے کے لحاظ سے مالی معاملات میں اگر شبہات بھی پیدا ہو جائیں تو جماعت کو نقصان پہنچے گا۔ یہ جائز ہے اس میں کوئی بدتمیزی نہیں ہے' کوئی بداخلاقی نہیں ہے۔ مگر اگر نشانہ بنایا جائے اس کو تضحیک کا خواہ الفاظ تضحیک کے نہ بھی استعمال کئے جائیں' عاملہ میں اس کا وقار برباد کر دیا جائے یا کھلی جماعت میں ایسے سوال کر کے اس پر شک کے سائے ڈالے جائیں جب کہ بسا اوقات اس وقت اس کو موقع ہی نہیں ہوتا کہ وہ تفصیل سے اپنا دفاع پیش کر سکے' نہ اس کے لئے مناسب ہے کیونکہ یہ ایک تحقیر کی بات ہے' تذلیل کا سلوک کیا ہے۔ اس کا صرف اتنا کام ہے کہ وہ کہے کہ آپ کی بات جو مجھے پہنچائی گئی ہے میں (امام جماعت) کی خدمت میں پہنچا دوں گا اور بتاؤں گا کہ مجھ پر یہ شک ہے اور میں مطالبہ کروں گا کہ میری تحقیق کروائی جائے اس سے بہتر جواب وہ کوئی نہیں دے سکتا۔ مگر وہ جماعت کے سامنے بار بار ہر الزام کی وضاحت کرنے کا نہ پابند ہے۔ نہ میں اس کو اجازت دوں گا کیونکہ اس سے امیر کا وقار اٹھ جائے گا۔ ہر دو کوڑی کا آدمی اٹھ کے لاکھوں کے الزام لگانے لگے گا اور بار بار اس قسم کی باتیں اگر جماعت میں ہوں تو جماعت کے اندر عدم استحکام پیدا ہو جاتا ہے۔

اس لئے امیر کی حمایت میں (۔) ایک ذرہ بھی میں کسی قسم کے خوف میں مبتلا نہیں ہوں گا لیکن جماعت کی حمایت بھی اسی طرح کروں گا (۔) اس لئے تمہیں خوف کیا ہے؟ اگر امیر کے ساتھ عزت کا سلوک کرو گے تو تمہارا کوئی نقصان نہیں ہے۔ اگر امیر کے متعلق خطرہ محسوس کرتے ہو کہ اس نے تمہاری حق تلفی کی ہے تو اول تو احسان کا سلوک کرو جیسا (کلام الٰہی) نے حکم دیا ہے اور دوسرے تمہاری حق تلفی کا محافظ بھی خدا نے مجھے بنایا ہے۔ جہاں تک مجھ میں طاقت ہے میں ہمیشہ یہی کرتا ہوں کبھی میں نے کسی امیر کو اجازت نہیں دی کہ جماعت کے ساتھ بدسلوکی کرے یا اس کی حق تلفی کرے تو پھر آپ کو کیا خطرہ ہے۔ وہاں بدتمیزیاں کرنے کی بجائے' بجائے اس کے کہ اپنے ایمان کو ضائع کریں اور جماعت کے عمومی مفاد کو نقصان پہنچائیں اور صبر سے ہاتھ دھو بیٹھیں اور صبر کے پھلوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں یہاں تک کہ خدا پر آپ کا توکل نہ رہے اور خدا آپ کا وکیل نہ رہے اس کے بدلے یہ سیدھی سادی ایمان کی صاف راہیں ہیں یہ میں آپ کو دکھا رہا ہوں۔ ان سب جماعتوں کو میری یہی نصیحت ہے کہ ان پر عمل کریں۔

تنزانیہ کے متعلق اتنا ضرور کہوں گا آخر پر کہ تنزانیہ کی جماعت میں اللہ کے فضل سے وہ انقلاب برپا ہونا شروع ہو چکا ہے جس کے متعلق میں مشرقی افریقہ کو بار بار ہدایت دیتا رہا ہوں ابھی تک ماریشس سے اس انقلاب کی خوشبو نہیں آئی۔ مگر وہ جماعت وہ ملک جہاں کبھی سال میں بھی دو تین سو سے زیادہ بیعتیں نہیں ہوتی تھیں اب انہوں نے پوری ہدایت پر عمل کر کے کام جو شروع کیا ہے تو ہزارہا بیعتیں پہلے مہینے ہی میں ہو چکی ہیں ان کی اور یہ سلسلہ بڑھ رہا ہے اور اس بہانے سے میں باقی جماعتوں کو بھی تحریص کر رہا ہوں کہ اب وقت بہت تھوڑا ہے۔ دو مہینے تو گزر گئے ہیں اور ہم نے کام دگنے سے زیادہ کرنے ہیں اس لئے ان نیک جماعتوں کی مثال پر پھر یہی کہوں گا توکل کرتے ہوئے' صبر کے ساتھ اللہ پر توکل کرتے ہوئے آگے بڑھیں اللہ آپ کے توکل کو کبھی پھلوں سے محروم نہیں فرمائے گا بلکہ ہمیشہ جیسا کہ پہلے کرتا رہا ہے آپ کے توکل کو آپ کی توفیق آپ کی استطاعت سے بڑھ کر پھل لگائے گا۔ اللہ ہمیں ہمیشہ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆○☆ ☆○☆ ☆○☆

ہماری تاریخ

9۔ نومبر 1938ء کو حضرت مولوی شیر علی صاحب۔ مولانا عبدالرحیم صاحب درد اور ان دونوں کے ہمراہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب' صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب انگلستان سے اور صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مصر سے واپس تشریف لائے۔

14۔ نومبر 1938ء کو لجنہ اماء اللہ قادیان کی طرف سے زیر انتظام حضرت سیدہ ام طاہر احمد صاحبہ حرم محترم حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی ولایت سے تشریف لانے والے احمدی قافلے کے اعزاز میں افطاری کی نہایت باسلیقہ دعوت دی گئی اور مندرجہ ذیل ایڈریس پیش کیا گیا جس کے جواب میں حضرت مولوی شیر علی صاحب نے مختصر سی تقریر فرمائی اور لجنہ اماء اللہ کا شکریہ ادا کیا۔

ایڈریس از طرف لجنہ اماء اللہ قادیان

"ممبرات لجنہ اماء اللہ سب سے پہلے (حضرت صاحب) کی خدمت میں خلوص دل سے ہدیہ تہنیت پیش کرتی ہیں۔ آج جبکہ خاندان حضرت بانی سلسلہ کے نونہالان اور مجاہدین سلسلہ سمندر پار ممالک اجنبیہ میں اپنے فرائض منصبی جو حضرت صاحب نے ان کو تفویض کئے ادا کرنے کے بعد سلامتی کے ساتھ واپس تشریف لائے ہیں اور جملہ حاضرات ان کو دیکھ کر خوش اور شادماں ہیں۔

لجنہ اماء اللہ اس وقت جن خوشی کے جذبات کا اظہار کرنا چاہتی ہے وہ درحقیقت ایسا اظہار ہے کہ جس کے پیچھے ماؤں' بہنوں اور بیویوں کے شوہروں اور بھائیوں اور بیٹوں کی جدائی اور ملاقات کے جذبات اور احساسات کار فرما ہیں۔ اس قابل رشک موقع کے شایان شان ہے کہ سب سے پہلے ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں جس نے (دین حق) کی اس بے کسی اور کسمپرسی کے زمانہ میں جماعت احمدیہ کو توفیق دی۔ اور مردوں' عورتوں اور بچوں کو چنا کہ وہ اس کے احیاء کی خاطر نازک جذبات کی قربانی پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس قربانی کے بہتر سے بہتر نتائج پیدا کرے اور خدمت دین کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانی پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مکرم حضرت مولوی صاحب! لجنہ اماء اللہ ان جذبات کے علاوہ جن کا اظہار اس وقت مختصر الفاظ میں کیا گیا ہے ایک اور لحاظ سے بھی خوشی کا اظہار کرتی ہے اور وہ یہ کہ لجنہ اماء اللہ کی اکثر افراد آپ کی شاگرد ہیں۔

باقی صفحہ 6 پر

ایک اچھی بات

یا تو اچھی بات کیجئے یا خاموش رہیے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ صفحہ 5

پس ہم کمال مسرت کے ساتھ مبارکباد عرض کرتی اور آپ سے درخواست کرتی ہیں کہ آپ ہمارے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی خدمت دین کی توفیق دے۔

مکرم محترم درد صاحب! آپ بھی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ کیونکہ اپنے امام کے حکم کی تعمیل میں آپ ایک لمبے عرصہ تک اپنے اہل و عیال سے جدا رہے۔ باپ کی عدم موجودگی میں خورد سالہ بچوں کی تربیت کماحقہ' نہیں ہو سکتی۔ اور والد کو اس بات کا شدید احساس ہوتا ہے۔ نیز ماؤں کو سخت مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ آپ نے اس عرصہ میں اپنے (افراد خانہ) کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا۔ ہماری دعا ہے کہ آپ کی یہ سپردگی اور توکل خدا تعالیٰ قبول فرمائے۔

پیشتر اس کے کہ ایڈریس ختم کیا جائے لجنہ اماء اللہ اپنی انتہائی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے خاندان حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے تمام افراد کو مبارکباد عرض کرتی ہے۔ کیونکہ صاجزادگان کی بخیروعافیت بانیل مرام واپسی ایک سلسلہ ہے ان عظیم الشان خدائی خبروں کا جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے دشمنان سلسلہ کو تحدی سے مخاطب کرتے ہوئے بیان فرمائیں۔ اور جن کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا حتمی وعدہ ہے کہ وہ میری ذریت کو برکت پر برکت دے گا اور اس نشان پر زمین و آسمان گواہ ٹھہریں گے۔ چنانچہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ اس کے وعدے پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ ہم ممبرات لجنہ اماء اللہ ان وعدوں کو پورا ہوتا دیکھ کر خوش ہیں۔ اور خوشی میں جہاں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کو مبارکباد عرض کرتی ہیں کہ حضرت صاحب کے ہاتھوں یہ خدائی خبریں پوری ہو رہی ہیں وہاں حضرت اماں جان اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی خدمت میں بھی تہہ دل سے مبارکباد عرض کرتی ہیں اور دعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام صاحبزادگان کو سب کے لئے قرۃ العین اور اپنی رحمتوں کا مورد خاص بنائے۔

آخر میں ہم حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی سے اور تمام احباب سے اس مبارک گھڑی میں جو کہ افطاری کی گھڑی ہے دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں اپنی رضامندی کے لئے چن لے اور ہماری کمزوریوں پر پردہ پوشی فرمائے۔

ہم ہیں آپ کی دعا گو ممبرات لجنہ اماء اللہ قادیان
21-4-77

وصایا

ضروری نوٹ:- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز - ربوہ

مسل نمبر 30665 میں رضیہ خالد زوجہ محمد امتیاز خالد قوم کچھی پیشہ خانہ داری عمر 26 سال بیعت 1980ء ساکن خانیوال شہر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 96-3-16 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ 1- زیور طلائی وزنی 3 تولہ مالیتی -/15000 روپے۔ 2- سلائی مشین پاکستانی مالیتی -/1000 روپے۔ 3- گھڑی کلائی مالیتی -/300 روپے۔ 4- حق مہر وصول شدہ -/10000 روپے۔ 5- فرنیچر اور دیگر گھریلو سامان وغیرہ -/18000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/200 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ رضیہ خالد زوجہ محمد امتیاز خالد مکان 24 بلاک 1 خانیوال شہر گواہ شد نمبر1 محمد ابراہیم شاد وصیت نمبر 11565 گواہ شد نمبر2 محمد جمیل وصیت نمبر 20042۔

مسل نمبر 30666

I Giasudin Ahmad son of Late Safiuddin Ahmad

پیشہ تجارت عمر 45 سال بیعت 1978-4-28 ساکن ڈھاکہ بنگلہ دیش بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 94-7-1 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ زرعی زمین واقع

Shaharmul p.s.nikli dist kishor gang

برقبہ پینتیس 35 ڈیسمیل مالیتی بیس ہزار ٹکہ TK20000 اس وقت مجھے مبلغ ایک لاکھ چوالیس ہزار ٹکہ سالانہ بصورت تجارت مل رہے ہیں۔ اور مبلغ دو ہزار ٹکہ سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد Giasudin Ahmad ساکن ڈھاکہ بنگلہ دیش گواہ شد نمبر1 Mohammad Tasaddaque ڈھاکہ بنگلہ دیش گواہ شد نمبر2 Mohammad Shohabuddin ڈھاکہ بنگلہ دیش۔

مسل نمبر 30667 میں سیدہ سعیدہ نصار زوجہ صغیر احمد ناصر قوم سید پیشہ خانہ داری عمر 44 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن B-148 بلاک نمبر 13 فیڈرل B ایریا کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 96-3-24 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ حق مہر بذمہ خاوند محترم آٹھ ہزار روپے اور زیورات طلائی وزنی پندرہ تولہ مالیتی پچھتر ہزار روپے کل جائیداد مالیتی 83000 روپے اس وقت مجھے مبلغ دو صد پچاس روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ سیدہ سعیدہ ناصر B-148 بلاک نمبر 13 فیڈرل B ایریا کراچی گواہ شد نمبر1 صغیر احمد ناصر خاوند موصیہ گواہ شد نمبر2 سید جمیل احمد B-311/1BRB ایریا کراچی

مسل نمبر 30668 میں نسرین اختر زوجہ ملک محمد افضل صاحب قوم اعوان پیشہ خانہ داری عمر 49 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک نمبر 9 ضلع منڈی بہاؤالدین بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 96-2-4 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (1) حق مہر بذمہ خاوند محترم مبلغ ایک ہزار روپے (2) زیور طلائی سات تولہ مالیتی بائیس ہزار روپے (3) ترکہ والدین مکان واقع چک جکھہ ضلع سرگودھا مالیتی ساٹھ ہزار کا 1/9 حصہ اور کنال زرعی زمین واقع چاہ اسلام والا جکھہ ضلع سرگودھا مالیتی ساٹھ ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ یکصد روپے روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ مبلغ .... روپے سالانہ آمد از جائیداد بلا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ اور میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ نسرین اختر چک نمبر 9 براستہ ملکوال چک نمبر 9 براستہ ملکوال ضلع منڈی بہاؤالدین گواہ شد نمبر1 ملک محمد سلیم ولد ملک محمد عباس برادر موصیہ گواہ شد نمبر2 ملک عرفان احمد پسر موصیہ۔

مسل نمبر 30669 میں سلیمہ بیگم بھٹی زوجہ رشید احمد بھٹی قوم بھٹی راجپوت پیشہ خانہ داری عمر 52 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک 98 شمالی ضلع سرگودھا حال چک نمبر 18 بھوڑو بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 96-2-26 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (1) طلائی بالیاں وزنی 1/2 تولہ مالیتی پچیس صد روپے (2) ترکہ از والد ایک کنال 18 مرلہ اور ترکہ از والدہ پانچ مرلہ واقع چک نمبر 219 ملویانوالہ ضلع فیصل آباد مالیتی ترپن ہزار سات سو پچاس روپے (3) حق مہر وصول شدہ پانچ سو روپے کل جائیداد 56 ہزار سات سو پچاس روپے اس وقت مجھے مبلغ تین صد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ اور مبلغ ... روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ سلیمہ بیگم بھٹی چک نمبر 18 بھوڑو ضلع شیخوپورہ گواہ شد نمبر1 رشید احمد بھٹی خاوند موصیہ معلم وقف جدید وصیت نمبر 16292 گواہ شد نمبر2 سلطان احمد بھٹی وصیت نمبر 23129۔

مسل نمبر 30670 میں امۃ النعیم زوجہ مبشیر احمد کاہلوں قوم کاہلوں پیشہ خانہ داری عمر 37 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوارٹر تحریک جدید ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 96-4-23 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (1) حق مہر پانچ ہزار روپے بذمہ خاوند محترم پانچ ہزار روپے (2) زیورات طلائی وزنی 102 گرام مالیتی چھیالیس ہزار نو سو روپے اس وقت مجھے مبلغ یکصد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ امۃ النعیم کوارٹر نمبر 23 ربوہ تحریک جدید گواہ شد نمبر1 مبشر احمد کاہلوں وصیت 20382 خاوند موصیہ گواہ شد نمبر2 حمید احمد خالد وصیت نمبر 15630 صدر محلہ کوارٹر تحریک جدید ربوہ۔

قائدین مجالس توجہ فرمائیں!

○ جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ کے لئے واقفین زندگی طلباء کا انٹرویو امسال میٹرک کے نتیجہ کے بعد 19- اگست 1996ء کو ہو گا۔ امیدواران کو ہدایت فرمائیں کہ وہ داخلہ کے لئے ابھی سے اپنی درخواستیں مقامی جماعت کے امیر/ صدر صاحب کی وساطت سے وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو بجھوائیں۔

یادرفتگان

محترم مولانا محمد صدیق صاحب

مکرم چوہدری عبداللہ صاحب

بے حد غم واندوہ کی حالت میں تحریر ہے کہ خاکسار کے بڑے بھتیجے عزیزم چوہدری عبداللہ ابن برادرم مکرم چوہدری غلام رسول صاحب ٹھیکیدار دارالرحمت شرقی ربوہ مختصر سی علالت کے بعد مورخہ 96-7-9 اسلام آباد میں جہاں علاج کی غرض سے لیجائے گئے تھے۔ بقضائے الٰہی بعمر 72 سال وفات پاگئے۔ (ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اس کی طرف جانے والے ہیں) آپ برادرم مکرم چوہدری محمد علیم الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ اسلام آباد کے برادر نسبتی تھے۔ اسلام آباد میں مقیم اعزہ نعش کو اسی رات ربوہ لے کر پہنچے اور 96-7-10 بعد از فجر بیت المبارک ربوہ میں مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے جنازہ پڑھایا اور قبرستان عام قطعہ نمبر1 میں تدفین ہوئی عزیز نے اپنی اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔ عزیز کو بچپن میں کلام الٰہی کے حفظ کے لئے داخل کروایا گیا حضرت حافظ سلطان حامد صاحب کی وفات کے بعد عزیز حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی رفیق حضرت بانی سلسلہ کے پاس حفظ کلام الٰہی کے سلسلہ میں رہے۔ حتیٰ کہ آپ انہیں دعوت الی اللہ کے دوروں میں اپنے ساتھ رکھتے۔

مدرسہ احمدیہ کی چوتھی جماعت تک دینی تعلیم حاصل کی انہی ایام میں جنگ عظیم دوم شروع ہو گئی اور سلسلہ کی طرف سے تحریک پر آپ فوج میں بھرتی ہو کر ملک کی خدمت کرتے رہے۔

فوج میں داخل ہونے سے قبل نیشنل لیگ کور قادیان کے باقاعدہ ممبر رہے۔ 47ء کے پرآشوب زمانہ میں عزیز کو حفاظت مرکز کے سلسلہ میں خدمات بجالانے کی توفیق ملی رضاکارانہ طور پر فرقان بٹالین میں گئے۔ جہاں ان کی ڈیوٹی سکھا تالاب کی پوسٹ پر لگی جہاں رضاکاران کی آمدورفت کے مواقع پر انہیں ہر ممکن سہولت بہم پہنچانے کی کوشش کرتے۔

قیام ربوہ پر اپنے والد ماجد کے ساتھ ربوہ کی آبادی کے سلسلہ میں بھٹہ پر کام کرتے رہے۔

آپ نہایت ہی ہنس مکھ، نیک طینت وسیع حوصلہ والے صاف گو، حاجت مندوں کے خیر خواہ، خلیق، سلسلہ کی ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے اور سلسلہ کے لئے بے حد غیور تھے آپ کے ہاں سے کوئی سوالی خالی ہاتھ نہ لوٹا۔ ہر ایک کی دلداری کرتے اور حتی المقدور ایسے احباب کی ضروریات کو پورا کرنے میں خوشی محسوس کرتے۔ غرضیکہ عزیز موصوف متصف بجمیع صفات حسنہ تھے اور ہر پہلو سے اپنے والد مکرم کے نقش قدم پر چلنے والے اور ان کی روایات کو زندہ رکھنے والے تھے۔

عزیز کی آناً فاناً رحلت اور جدائی نہ صرف خاندان کے سارے ہی افراد کے لئے بے حد صدمہ کا موجب ہوئی بلکہ عزیز کے جگری دوستوں اور عزیزوں نے بھی آپ کی اچانک جدائی کو بہت ہی محسوس کیا چنانچہ کثیر تعداد میں احباب کرام کے علاوہ خواتین مبارکہ اور مستورات گھر پر تعزیت کے لئے آرہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

میں اپنی طرف سے اور عزیز کی اہلیہ اور بچوں کی طرف سے تعزیت کے لئے تشریف لانے والے احباب و خواتین کا تہہ دل سے ممنون ہوں اور عزیز کی بلندی درجات کے لئے دعا کا خواستگار ہوں۔ (اے اللہ ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھنا اور اس کے بعد ہمیں آزمائش میں نہ ڈالنا)

10-00 تلاوت-حدیث-خبریں
10-30 چلڈرنز کارنر- ترتیل کلام الٰہی- سبق نمبر23
11-00 اراؤنڈ دی گلوب- ہماری کائنات
11-30 متفرق پروگرام
12-00 (دوپہر) رشین پروگرام
1-00 لقاء مع العرب نمبر60 (دوبارہ)
2-00 بنگلہ پروگرام- اردو پروگرام
3-00 (سہ پہر) حضرت صاحب کے ساتھ زبانیں سیکھئے- سبق نمبر17 (دوبارہ)
4-00 تلاوت-حدیث-خبریں
4-30 چلڈرنز کارنر- عید ملن- یو کے- 1996ء- حصہ سوم
5-00 انڈونیشین پروگرام
6-00 نیچرل کیور- ہومیوپیتھی- از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع سبق نمبر38
7-00 احمدیہ ٹی وی ورائٹی
8-00 لقاء مع العرب نمبر61 (نیا)
9-00 فرنچ پروگرام
10-00 تلاوت-حدیث-خبریں
10-30 چلڈرنز کارنر- آیئے عبادت سیکھیں از امام عطاء المجیب راشد صاحب سبق نمبر 15
11-00 جرمن پروگرام (I) ٹک ٹیک (II) حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کا دورہ۔

اعلان داخلہ ایم فل اور Ph.D

○ وہ طلبہ جنہوں نے ایم ایس سی بایوکیمسٹری، زوولوجی، باٹنی، سمندری بیالوجی، جیالوجی، فزیالوجی، ہائیڈروبیالوجی، مائیکروبیالوجی، کیمسٹری اور جینیات میں مکمل کی ہو ان سے یونیورسٹی آف کراچی میں قائم سینٹر آف Excellence برائے Marine بیالوجی نے ایم فل اور Ph.D میں داخلہ کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں۔ داخلہ فارم شعبہ سے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ درخواست فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 25- جولائی 96ء ہے۔

(نظارت تعلیم)

ناصر کلاتھ ہاؤس
ریلوے روڈ گلی 1 ربوہ
ہمارے ہاں وول کاٹن۔ سلک صوفہ کلاتھ۔ پردہ کلاتھ کی نایاب ورائٹی کے لئے تشریف لاویں۔ نیز لیدر جیکٹ بھی دستیاب ہیں۔ پروپرائیٹر: سید ناصر احمد
فون: دوکان: 434
گھر: 211244

کوٹھی وگائنی کلینک
برائے فوری فروخت
چار بیڈ اٹیچڈ باتھ، اعلیٰ ترین فٹنگ بمعہ گیزرز، ڈرائنگ روم، ٹی وی لاؤنج، سٹڈی روم، سائیڈ روم، سٹنگ روم، جدید ترین کچن، سرونٹ روم بمعہ باتھ، سٹور روم، کارپورچ، سرسبز لان، پختہ صحن، پانی دو لائنیں، بجلی دو لائنیں، ٹیلی فون دو لائنیں، گیس سلنڈر چار عدد، جنریٹر ایک عدد، اے سی ایک عدد، فلی فرنشڈ (HOLLOW WALLS) کے ساتھ، جدید طرز تعمیر، بمع ایک عدد گائنی کلینک گزشتہ آٹھ سال سے چلتا ہوا جس میں ویٹنگ روم دو عدد، لیبر روم، آفس و ایگزامینیشن روم ایڈمشن روم دو عدد، صحن دو عدد، کارنر پلاٹ رقبہ ½ 1 کنال، پختہ سڑک پر واقع سرگودہا روڈ سے ملحقہ دریائے چناب کے نئے پل اور بس سٹینڈ کے قریب تر۔ ڈیمانڈ 5 ملین۔ قابل مفاہمت
برائے رابطہ
منیر احمد ملک و ڈاکٹر فہمیدہ منیر
12/5 دارالیمن شرقی ربوہ
فون: 04524-212426

DISH MASTER

ڈش خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام ہے
اسے اپنے گھر کی زینت بنا کر روحانی مائدہ سے فیضیاب ہوں
احمدیہ ٹیلی ویژن کی نشریات آپ تک صاف اور واضح پہنچانے میں آپ کے اولین خدمت گار۔ ڈش ماسٹر۔ ربوہ

ڈش انٹینا کی پائیداری، گارنٹی اور بعد از فروخت سروس میں ہمارا کوئی ثانی نہیں
ہمارا نام اعلیٰ کوالٹی کا نشان
ہماری کوئی برانچ نہیں
ڈش ماسٹر
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
فونز: 211274
537-538
رہائش: 212487
بشارت احمد خان

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

بدھ 17- جولائی 1996ء

12-00 (رات) حضرت صاحب کے ساتھ زبانیں سیکھئے سبق نمبر17
1-00 اراؤنڈ دی گلوب- ہماری کائنات
1-30 متفرق پروگرام
2-00 ترجمہ کلام الٰہی- از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع سبق نمبر47 (دوبارہ)
3-00 چینی زبان سیکھئے- سبق نمبر24
3-30 حکایات شیریں- نمبر13 (نیا)
4-00 تلاوت-حدیث-خبریں
4-30 چلڈرنز کارنر- ترتیل کلام الٰہی- سبق نمبر23 (دوبارہ)
5-00 لقاء مع العرب نمبر60 (دوبارہ)
6-00 طبی معاملات- بچے اور ماں کی صحت- حصہ سوم (دوبارہ)
6-30 ایک نواحمدی سے گفتگو- مکرم عاشق حسین صاحب
7-00 (صبح) حضرت صاحب کے ساتھ زبانیں سیکھئے- سبق نمبر17 (دوبارہ)
8-00 چینی زبان سیکھئے- سبق نمبر24 (دوبارہ)
8-30 حکایات شیریں- نمبر13 (دوبارہ)
9-00 ترجمہ کلام الٰہی از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع سبق نمبر47 (دوبارہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 16- جولائی-1996ء
درجہ حرارت کم از کم 22 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 40 درجے سنٹی گریڈ

○ بھارت کے وزیر خارجہ مسٹر آئی کے گجرال نے بھارتی لوک سبھا میں خطاب کرتے ہوئے پاکستان کو عدم جارحیت کے معاہدے کی پیشکش کی ہے۔ تاہم انہوں نے کہا ہے کہ ابھی تفصیلات منظر عام پر لانا مناسب نہیں۔ پاکستان کی طرف سے دو طرفہ معاملات پر مذاکرات دوبارہ شروع کرنے کی دعوت کے جواب کا انتظار ہے۔ ہم کراچی میں قونصل خانہ کھولنے کے خواہاں ہیں۔ بھارتی وزیر خارجہ نے کہا کہ بھارت نے پاکستان سے تعلقات معمول پر لانے کے لئے کئی یک طرفہ اقدامات کئے ہیں۔ جن میں ویزا کی پابندی نرم کرنا بھی شامل ہے۔ تاہم انہوں نے کہا کہ مسئلہ کشمیر پر کسی تیسرے فریق کی ثالثی قبول نہیں ہے۔ شملہ معاہدے کے تحت کسی تیسرے فریق کی مداخلت کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔ مسئلہ کشمیر سمیت تمام مسائل صرف دو طرفہ مذاکرات کے ذریعے ہی حل کئے جاسکتے ہیں۔

○ وزیر قانون مسٹر این ڈی خان نے کہا ہے کہ بلدیاتی انتخابات جماعتی بنیادوں پر ہوں گے۔ جونیجو لیگ اپنے امیدوار آزاد کھڑے کرے انہوں نے کہا کہ بلدیاتی انتخابات جماعتی بنیادوں پر ہونے سے سیاسی کلچر فروغ پائے گا۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ اسمبلی کو قتل نہیں ہونے دیں گے۔ ملک میں قبل از وقت الیکشن کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ تمام سیاسی جماعتوں میں حکومت کے رابطوں کے نتیجے میں قومی اتفاق رائے پیدا ہوا ہے۔

○ گجرات سے مسلم لیگی رہنماؤں کی گرفتاری کے لئے چھاپے مارے جارہے ہیں۔ پرویز الٰہی اور چوہدری وجاہت کو تہرے قتل کے مقدمہ میں نامزد کر دیا گیا ہے۔ 8 نامزد ملزمان میں سے چوہدری برادران کا ایک چچا اور اس کے تین بیٹے شامل ہیں۔ چوہدری شجاعت کی آبائی رہائش گاہ پر بھی پولیس نے چھاپہ مارا۔ سرکردہ لیگی رہنما زیر زمین چلے گئے ہیں۔ پورے ضلع کی ناکہ بندی کرلی گئی ہے۔

○ لاہور میں بند روڈ پر ایک میڈیسن فیکٹری میں کیمیکل ڈرموں کے پھٹنے سے آگ بھڑک اٹھی جس سے 5۔ افراد جل کر ہلاک ہوگئے۔ 20 سے زائد زخمی ہوئے جن میں سے سات کی حالت نازک ہے۔

○ امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ حکومت کے خلاف تحریک کی قیادت ہم خود کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ وٹو کیس میں بے نظیر نے عدالتوں کو ڈرا دھمکا کر کیس کا رخ تبدیل کردیا ہے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ 10 لاکھ افراد اسلام آباد کی طرف لانگ مارچ کریں گے۔

○ وزیر تجارت مسٹر احمد مختار نے کہا ہے کہ قاضی صاحب انقلاب کی باتیں کرتے اچھے نہیں لگتے۔ درس و تدریس کا کام کریں۔ انہوں نے کہا کہ کیا زمانہ آگیا ہے کہ ایک دوسرے پر بددیانتی کا الزام لگانے والے مل کر تحریک چلانے کی باتیں کر رہے ہیں۔

○ بلوچستان کو فنڈز کی عدم فراہمی کے خلاف سینٹ سے اپوزیشن نے واک آؤٹ کر دیا۔ آزاد پارلیمانی گروپ کے ارکان نے اعتراض کیا کہ ٹی وی پر ان کی غلط رپورٹنگ کی گئی ہے۔ وزیر اطلاعات نے اعتراف کیا کہ رپورٹنگ غلط ہوئی ہے۔

○ امریکہ کے صدر مسٹر کلنٹن نے کہا ہے کہ مسئلہ کشمیر کا واحد مذاکرات ہیں۔ اس میں کشمیریوں کی امنگوں کا بھی خیال رکھا جائے۔

○ نئے شراب خانوں کے لائسنس حاصل کرنے کے لئے پی ڈی ایف کے غیر مسلم ارکان نے دوڑ دھوپ شروع کر دی ہے۔ شراب کے ٹرک نئی دوکان پر پہنچنے سے پہلے ہی بلیک میں فروخت کر دیئے گئے۔ نئی دوکانوں پر رش بڑھ گیا۔ جونیجو لیگ کے بااثر گروپ نے پرانی ایکسائز ڈیوٹی کے حساب سے شراب کے دو ٹرک حاصل کئے اور بھاری منافع لیا۔

○ مسلم لیگ (ن) کے نفیس صدیقی نے کہا ہے کہ بے نظیر بھٹو نے کراچی کو سیاسی اور معاشی طور پر ختم کر دیا ہے۔

○ صابر شاہ حکومت کے خاتمے کے خلاف سپریم کورٹ میں وزیر اعلیٰ آفتاب احمد شیرپاؤ کے خلاف رٹ دائر کر دی گئی ہے۔ یہ رٹ بیگم نسیم ولی خان کی طرف سے دائر کی گئی ہے۔

○ لاہور سمیت ملک بھر کے کئی شہروں میں ساون کی شدید بارش ہوئی۔ مختلف جگہوں پر حادثات میں 6۔ افراد ہلاک اور 15 زخمی ہو گئے۔ پی آئی اے نے زیریں اور بالائی علاقوں کی کئی پروازیں منسوخ کر دیں۔

○ بھارت میں امریکی سفیر نے قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف سے طویل ملاقات کی اور پاک بھارت تعلقات اور مسئلہ کشمیر سمیت اہم امور پر گفتگو کی۔

○ مسلم لیگ کے ترجمان نے صدر فاروق لغاری کی جانب سے مستقل احتسابی کمیشن کے قیام کے مطالبے کو مسترد کئے جانے پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ صدر نے ثابت کر دیا ہے کہ انہیں کرپشن ختم کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ قائد حزب اختلاف نے صدر کی طرف سے کرپشن ختم کرنے کے لئے قومی اسمبلی کی سلیکٹ کمیٹیاں بنانے کی تجویز کو مضحکہ خیز قرار دیا۔ اور کہا کہ وہ غیر جانبدار نہیں ہیں۔ اپوزیشن کے اجلاس میں صدر کے جواب کا جواب الجواب تیار کرنے پر غور کیا گیا۔

○ نامعلوم حملہ آوروں نے صوبائی وزیر صالح گنجیال کی بیوی پر حملہ کیا جس سے وہ شدید زخمی ہو گئیں۔

پلاٹ برائے فروخت
پلاٹ نمبر 8/4 دارالنصر غربی ربوہ برقبہ ۱۵ مرلے فروخت کرنا مقصود ہے۔ خواہشمند حضرات منیر احمد دفتر الفضل ربوہ سے رابطہ قائم کریں۔

ہر قسم کی غیر ملکی کرنسی سے متعلق لین دین کا بااعتماد ادارہ
SPECIALISED IN FEBC DRAFT AND T.T ETC.
T. M. FOREIGN EXCHANGE CENTRE
329-G PANORAMA CENTRE, THE MALL LAHORE (PAK)
TEL. (92-42) 6368656, 6368389, 6369064, 6303235

منہ کھر، سرکن، اپھارہ کے علاوہ حیوانات کی دیگر امراض مثلاً
● گل گھوٹو ● دودھ کی کمی ● تھنوں حیوانہ کی سوزش ● ناڑ گلٹی ● اخراج رحم (اِنس نکالنا) ● زہرباد ● بندش ● واہ ● اور بانجھ پن وغیرہ کیلئے مفید و موثر ادویات دستیاب ہیں۔ معلومات کیلئے وکیوریٹو ویٹرنری گائیڈ 3 روپے کے ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں۔ ویٹرنری ڈاکٹرز اور سٹورز کیلئے معقول کمشن۔
فون: آفس: 771
سیلز آفس: 211283
فیکس: 212299
کیوریٹو میڈیسن ڈاکٹر راجہ ہومیو کمپنی (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ

SITUATION VACANT

Pakistan Chipboard Pvt. Ltd., requires a Chief Engineer for their factory situated at Jhelum. The applicant should be a graduate from an Engineering University, preferably a degree in Mechanical / Industrial Engineering. The job would require you to lead the Production and Maintenance department. Ideally an individual with ten years experience in Production and Maintenance would be required. Additional experience in Administration and Management would be a bonus. The post would carry an attractive salary package with fringe benefits and company provided residence.
Please apply in confidence to

Generaal Manager
Pakistan Chipboard Pvt. Ltd.,
P. O. Box 18 Jhelum. Tel. 0541 - 622428 - 29

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرض اٹھرا کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھرا
۲۰ گرام ۳۰ روپے۔ ۶۰ گرام ۹۰ روپے۔ ۱۰۰ گرام ۱۵۰ روپے
اکسیر اولاد نرینہ (کورس)
۲۵۰ روپے
فہرست ادویہ و جنتری ۱۹۹۶ء مفید طبی معلومات کیساتھ مفت طلب کریں۔ بیرونی مریض، پاکستان و بیرون پاکستان پرچہ تشخیص و تجویز خط لکھ کر منگوا سکتے ہیں۔ سٹاکسٹ حضرات کیلئے معقول کمیشن
Ph: (04524) 211434-212434 مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ Fax: (04524) 534

حکیم منور احمد ابن حکیم عبدالعزیز چک چٹھہ حافظ آباد والے
اب ربوہ میں
طاہر دواخانہ رحمان کالونی ربوہ